از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 2 دسمبر 1955

ٹھاکر پرتاپ سنگھ
بنام
شری کرشن گپتا و دیگراں

[ایس آر داس، ایکٹنگ چیف جسٹس، ویوین بوس، بھگوتی، جگن دھا داس اور بی پی سنہا جسٹس صاحبان]

انتخابی تنازعہ - قاعدہ جس میں امیدوار کو کاغذات نامزدگی میں پیشہ بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے-اگر علامت میں لازمی ہے-عدالت کا فرض-وسطی صوبے اور بیرار میونسپلٹیز ایکٹ (II)، سال 1952، دفعات 9(1)،23(c) (iii).

اپیل کنندہ میونسپل کمیٹی دموہ کے صدر کے عہدے کے لیے امیدوار تھا۔ نامزدگی پرانے قوانین کے تحت ایک پرانی طرز میں کی گئی تھی جس میں امیدوار کو اپنی ذات داخل کرنا ضروری تھا۔ نئے قوانین کے تحت اسے تبدیل کر دیا گیا اور اس کے بجائے پیشہ بیان کرنا پڑا، جو مدعا علیہ نمبر 1 کے علاوہ کسی نے نہیں کیا تھا۔ اپیل کنندہ کے کاغذات نامزدگی کی صداقت پر اعتراض کو نگران افسر نے مسترد کر دیا۔ اپیل کنندہ نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے اور اسے منتخب قرار دیا گیا۔ مدعا علیہ نمبر 1، اس کے بعد، انتخابی درخواست دائر کی۔ وہ الیکشن ٹریبونل میں ناکام رہے جس نے فیصلہ دیا کہ یہ عیب خاطر خواہ نہیں تھا اور قابل درستی تھا۔ تاہم، عدالت عالیہ نے اس فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہوئے کہا کہ قواعد میں بیان کردہ کسی بھی توضیعات پر تعمیل کرنے میں ناکامی مہلک ہے اور ایسے معاملات میں کاغذات نامزدگی کو مسترد کر دیا جانا چاہیے۔

حکم ہوا کہ نامزدگی فارم میں امیدوار کے پیشے کی ضرورت کا قاعدہ ہدایتی تھا اور کردار میں لازمی نہیں تھا اور چونکہ اس کی تعمیل کرنے میں ناکامی نے ایکٹ کے دفعہ 23 میں بیان کردہ مقدمہ کی خوبیوں کو متاثر نہیں کیا، اس بنیاد پر انتخاب کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔

رتن انمول سنگھ بنام آتمارام ([1955] 1 ایس سی آر 481)، ممتاز شدہ۔

عدالتوں کو محض تکنیکی پہلوؤں پر نہیں چلنا چاہیے بلکہ مواد پر غور کرنا چاہیے۔ کچھ اصول اہم ہو سکتے ہیں، جبکہ دیگر محض ہدایتی ہیں، اور ان کی خلاف ورزی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ مجموعی طور پر پڑھے جانے والے قواعد کی خاطر خواہ تعمیل ہو اور کوئی تعصب پیدا نہ ہو۔ جب ایکٹ واضح فرق نہیں کرتا ہے، تو یہ عدالت کا فرض ہے کہ وہ ایک طبقے کو دوسرے سے وسیع پیمانے پر عام فہم خطوط پر ترتیب دے۔

پنجاب کوآپریٹو بینک لمیٹڈ، امرتسر بنام انکم ٹیکس آفیسر، لاہور ([1940] ایل آر 67 آئی اے 464)، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا رائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 295، سال 1955۔

دیوانی ترمیم نمبر 833، سال 1954 میں ناگپور عدالت عالیہ کے 7 ستمبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

بی بی تواکلے، (کے پی گپتا، اس کے ساتھ) اپیل کنندہ کے لیے۔

آر ایس دبیر اور آر اے گووند، مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے۔

2.1955 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ بوس جسٹس نے سنایا۔

اپیل کنندہ دموہ کی میونسپل کمیٹی کے صدر کے عہدے کے لیے امیدوار تھا۔ جواب دہندگان (ان میں سے سات) بھی امیدوار تھے۔ نامزدگیاں میونسپل کمیٹی کی طرف سے فراہم کردہ فارموں

پر کی گئیں لیکن پتہ چلا کہ فارم پرانے تھے جنہیں آج تک نہیں لایا گیا تھا۔ پرانے قوانین کے تحت امیدواروں کو اپنی ذات دینا ضروری تھا، لیکن 23-7-1949 پر اسے تبدیل کر دیا گیا اور ذات کے بجائے ان کے پیشے کو درج کرنا پڑا۔ واحد شخص جس نے خود کو قانون سے باخبر رکھا وہ پہلا جواب دہندہ تھا۔ اس نے لفظ "ذات" کو طباعت شدہ شکل میں نکال دیا اور اس کے بجائے "پیشہ" میں لکھا اور پھر اپنا پیشہ دیا، جیسا کہ نئے اصول کی ضرورت تھی، نہ کہ اپنی ذات۔ اپیل کنندہ سمیت دیگر تمام امیدواروں نے اپنے فارم بھرے جب وہ کھڑے ہوئے اور اپنی ذات میں داخل ہوئے نہ کہ اپنے پیشے میں۔ پہلے مدعاعلیہ نے نگران افسر کے سامنے اعتراض اٹھایا اور دعوی کیا کہ دیگر تمام نامزدگیاں غلط ہیں اور دعوی کیا کہ اسے منتخب کیا جانا چاہیے کیونکہ اس کا واحد درست کاغذات نامزدگی تھا۔ اعتراض کو مسترد کر دیا گیا اور انتخابات جاری رہے۔

اپیل کنندہ نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے اور اسے منتخب قرار دیا گیا۔ اس کے بعد پہلے مدعاعلیہ نے انتخابی درخواست دائر کی جس سے یہ اپیل اٹھتی ہے۔ وہ ٹرائل عدالت میں ناکام رہا۔ فاضل جج نے فیصلہ دیا کہ عیب کافی نہیں تھا اور اس لیے فیصلہ دیا کہ یہ قابل درستی ہے۔ اسے عدالت عالیہ نے نظر ثانی پر الٹ دیا تھا۔ عدالت عالیہ کے ججوں نے رتن انمول سنگھ بنام آتمارام ([1]) میں اس عدالت فیصلے کا حوالہ دیا اور کہا کہ مختلف قواعد میں بیان قابل کسی بھی توضیعات کو تعمیل کرنے میں ناکامی مہلک ہے اور ایسے معاملات میں کاغذات نامزدگی کو مسترد کیا جانا چاہیے۔

ہم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ صحیح ہے اور ہم تکنیکیت کی طرف اس رجحان کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ وہ مادہ ہے جو شمار کرتا ہے اور اسے محض شکل پر فوقیت حاصل کرنی چاہیے۔ کچھ اصول اہم ہوتے ہیں اور معاملے کی جڑ تک جاتے ہیں انہیں توڑا نہیں جا سکتا؛ دوسرے صرف ہدایتی ہوتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ قواعد کی مکمل تعمیل ہو اور بشرطیکہ کوئی تعصب پیدا نہ ہو؛ اور جب قانون ساز یہ خود یہ بیان نہیں کرتا ہے کہ کون سے ججوں کو معاملے کا تعین کرنا چاہیے اور اچھے امتیازی سلوک کا استعمال کرتے ہوئے، ایک طبقے کو دوسرے سے وسیع بنیاد پر، عام فہم خطوط پر ترتیب دیں۔ اس اصول کو پنجاب کوآپریٹو بینک لمیٹڈ، امرتسر بنام انکم ٹیکس آفیسر، لاہور ([2]) میں ویسکاؤنٹ موگھم نے بیان کیا تھا اور عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے اس کا حوالہ دیا تھا:

"یہ ایک اچھی طرح سے طے شدہ عام قاعدہ ہے کہ ایک مطلق قانون سازی کی اطاعت کی جانی چاہیے یا اسے بالکل پورا کیا جانا چاہیے، لیکن یہ کافی ہے اگر ہدایتی کے قانون سازی کی اطاعت کی جائے یا اسے کافی حد تک پورا کیا جائے۔"

لیکن اس کے علاوہ، یہ ایکٹ میں ہی پایا جانا چاہیے۔

عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کی رائے تھی کہ قبضے کے بارے میں یہاں دی گئی ہدایات لازمی ہیں۔ یہ، ہم سمجھتے ہیں، غلط ہے۔

موجودہ معاملہ وسطی صوبے اور بیرار میونسپلٹیز ایکٹ (II)، سال 1922 کی دفعہ 18 کے تحت چلایا جاتا ہے۔ دیگر چیزوں کے علاوہ، یہ دفعہ ریاستی حکومت کو یہ اختیار دیتا ہے کہ

" اس ایکٹ کے تحت طریقوں کو منظم کرنے کے لیے قواعد بنائیں ....صدور کا انتخاب................."

اور دفعہ 175(1) ہدایت کرتی ہے کہ

"وہ تمام قواعد جن کے لیے اس ایکٹ میں التزام کیا گیا ہے، ریاستی حکومت کے ذریعے بنائے جائیں گے اور اس ایکٹ کے مطابق ہوں گے۔

اب ایکٹ کی توضیعات میں سے ایک، جو براہ راست ہم سے متعلق ہے، دفعہ 23 میں بیان کی گئی ہے:

" اس ایکٹ کے تحت کی گئی کسی بھی چیز یا کسی بھی کارروائی پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا۔.................. کسی عیب یا بے ضابطگی کی وجہ سے مقدمے کی خوبیوں کو متاثر نہ کرنا۔"

اس لیے قواعد کو اس شق کی روشنی میں سمجھا جانا چاہیے۔

قاعدہ9(1)(i) کہتا ہے کہ-

"................. ہر امیدوار کو چاہئے...

سپروائزنگ آفیسر کو ایک نامزدگی کا کاغذ فراہم کریں جو اس فارم میں مکمل کیا گیا ہو جسے امیدوار نے خود نامزدگی پر رضامندی کے طور پر اور تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کے طور پر دو باضابطہ طور پر اہل ووٹرز کے ذریعے سبسکرائب کیا ہو۔

ترمیم شدہ فارم میں امیدوار کو دیگر چیزوں کے علاوہ اپنا نام، والد کا نام، عمر، پتہ اور پیشہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے؛ اور قاعدہ 9(1)(iii) نگران افسر کو ہدایت کرتا ہے کہ۔

"کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال کرے گا اور ان تمام اعتراضات کا فیصلہ کرے گا جو کسی نامزدگی پر کیے جا سکتے ہیں اور یا تو اس طرح کے اعتراض پر یا اپنی تحریک پر، ایسی سرسری تحقیقات کے بعد، اگر کوئی ہو، جو وہ ضروری سمجھے، مندرجہ ذیل میں سے کسی بھی بنیاد پر کسی نامزدگی سے انکار کر سکتا ہے:

(c) کہ شق (i) کی کسی بھی توضیعات پر تعمیل کرنے میں کوئی ناکامی ہوئی ہے" یہ دعوی کیا گیا تھا کہ لفظ "ہو سکتا ہے" جس پر ہم نے اوپر زور دیا ہے اس تناظر میں "ہو گا" کی طاقت رکھتا ہے کیونکہ قاعدے کی شق (a) پڑھتی ہے-

"(a) کہ امیدوار ایکٹ کی دفعہ 14 یا دفعہ 15 کے تحت انتخابات کے لیے نااہل ہے۔

یہ دلیل دی گئی کہ اگر ان دفعات کے تحت امیدوار کی نااہلی ثابت ہو جاتی ہے تو نگران افسر کے پاس نامزدگی سے انکار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے اور یہ کہا گیا کہ اگر شق (a) کے تحت کسی معاملے میں لفظ "ہو سکتا ہے" کی طاقت ہے تو شق (c) کو راغب کرنے پر اسے مختلف معنی نہیں دیا جا سکتا۔

ہمیں اس بات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا یہ دلیل درست ہوتی اگر دفعہ 23 نہ ہوتی کیونکہ قواعد ایکٹ سے آگے نہیں جا سکتے اور اسے اس توضیعات کے تابع پڑھا جانا چاہیے۔ دفعہ 23 کی روشنی میں قاعدہ 9(1)(c) (iii) کو پڑھتے ہوئے، ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا کسی

امیدوار کے پیشے کو متعین کرنے میں کمی کو "مقدے کی اہلیت" کو متاثر کرنے کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ ہمیں یقین ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ ایک ایسے شخص کا معاملہ لیں جس کا کوئی پیشہ نہیں ہے۔ اس سے کیا فرق پڑے گا کہ آیا اس نے وہاں لفظ "ندارد" درج کیا، یا لفظ "پیشہ" کو ختم کیا، یا اس کے خلاف لکیر لگائی، یا اسے خالی چھوڑ دیا؟ جہاں تک قابلیت کا تعلق ہے، یہ معاملہ کس طرح مختلف ہے، جب کوئی شخص جس کا پیشہ ہے وہ اسے ظاہر نہیں کرتا ہے یا اس کا غلط نام نہیں رکھتا ہے، خاص طور پر چونکہ کسی شخص کا پیشہ صدر کے عہدے کی اہلیت میں سے ایک نہیں ہے۔ ہم واضح ہیں کہ فارم کا یہ حصہ صرف ہدایتی ہے اور امیدوار کی تفصیل کا حصہ ہے؛ یہ اس وقت تک معاملے کی جڑ تک نہیں جاتا جب تک کہ کاغذ میں اتنا مواد موجود ہو کہ اس کی شناخت شک سے بالاتر ہو سکے۔

یہ بھی دلیل دی گئی کہ پیشے کو بیان کرنے کی ضرورت کی ایک وجہ تھی، یعنی، کیونکہ ایکٹ کی دفعہ 15(k) نے کمیٹی کے تحت "نفع بخش عہدے پر فائز ہو" کسی بھی شخص کو نااہل قرار دیا۔ لیکن کسی امیدوار کے پیشے کا انکشاف لازمی طور پر اس کا انکشاف نہیں کرے گا کیونکہ پیشے کو صرف "خدمت" یا "زراعت" جیسے عام الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت ہے اور اسے مخصوص کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مزید، کسی بھی صورت میں، دفعہ 15 نااہلی کی دیگر بنیادیں بھی بیان کرتی ہے جنہیں فارم میں دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جہاں تک ہمارے پہلے فیصلے کا تعلق ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں قانون کسی ناخواندہ امیدوار کی شناخت کے بارے میں کسی خاص وقت پر کسی خاص اہلکار کی اطمینان کا مطالبہ کرتا تھا۔ لہذا، ہم نے مانا کہ مادہ تھا اور عملی طور پر کہا کہ اگر قانون کہتا ہے کہ A کو کسی خاص معاملے کے بارے میں مطمئن ہونا ضروری ہے، تو A کے اطمینان کو B کے اطمینان سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا؛ اس سے بھی کم اسے مکمل طور پر ختم کیا جا سکتا ہے۔ جس قانون سے ہم وہاں نمٹ رہے تھے اس کے لیے یہ بھی ضروری تھا کہ نامزدگی کے کاغذ پر اطمینان کی توثیق کی جائے۔ یہ کہ ہم نے اشارہ کیا محض شکل تھی اور صفحہ 488 پر کہا-

" اگر ریٹرننگ آفیسر نے اپنی طرف سے کسی غلطی کی وجہ سے تصدیق کو چھوڑ دیا تھا اور یہ ثابت کیا جا سکتا تھا کہ وہ مناسب وقت پر مطمئن تھا، تو معاملہ مختلف ہو سکتا ہے کیونکہ مناسب وقت پر اس کی اطمینان کا عنصر، جو کہ مواد کا ہے، موجود ہو گا، اور اطمینان کو ریکارڈ کرنے کے لیے باضابطہ طور پر چھوٹ کو شاید، اس طرح کی صورت میں، ایک غیر معقول تکنیکی حیثیت سمجھا جا سکتا ہے۔"

ہمارے سامنے متعدد انگریزی مقدمات کا حوالہ دیا گیا تھا لیکن ان کا جائزہ لینا بے کار ہو گا کیونکہ ہمیں اپنے ایکٹ کے دفعہ 23 کی شرائط سے تشویش ہے اور ہم ان فیصلوں سے کوئی مدد حاصل نہیں کر سکتے جو دوسرے ممالک میں بنائے گئے دوسرے قوانین سے متعلق ہیں جو ان حالات سے نمٹنے کے لیے ہیں جو ضروری نہیں کہ بھارت میں پیدا ہوں۔

اپیل کامیاب ہو جاتی ہے اور یہاں اور عدالت عالیہ میں اخراجات کے ساتھ اس کی اجازت ہے۔ عدالت عالیہ کا حکم خارج کر دیا جاتا ہے اور سول جج کا حکم بحال کر دیا جاتا ہے۔